الوسیلہ کا حقیقی مفہوم

شعبہ نشر و اشاعت جمعیت اہلحدیث جموں و کشمیر

قیمت پچاس پیسے

Scanned with OKEN Scanner

الوسیلہ

کا

حقیقی مفہوم

Darasgah Taleemul Quran
Wal Hadees
Wanpur Idgah Sgr.

شائع کردہ

شعبہ نشر و اشاعت

جمعیت اہلحدیث جموں و کشمیر بربرشاہ
سرینگر

Scanned with OKEN Scanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے (اقبال)

مسلمانوں کی موجودہ بے عملی کی ایک بڑی وجہ "الوسیلہ" کا غلط مفہوم ہے۔ وہ غلطی سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ان کے اعمال خواہ کتنے ہی برے کیوں نہ ہوں وہ بزرگانِ دین اور اولیائے کرام کی وساطت اور سفارش سے ہی دنیوی و آخرتی نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی لئے وہ ان کے مزاروں پر چلتے ہیں اور نذر و نیاز پیش کرتے ہیں، منتیں مانتے ہیں، گڑگڑا کر ان سے دعائیں مانگتے ہیں اور حاجات طلب کرتے ہیں، بعض قبروں کا طواف کرتے ہیں۔ غرض وہ سب کچھ کرتے ہیں جو بت پرست اپنے بتوں سے کرتے ہیں اگر ان سے پوچھا جائے کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں تو ان کا جواب بھی وہی ہوتا ہے جو مشرکینِ مکہ دیا کرتے تھے اور جس کا تذکرہ قرآن مجید

کی اس آیت میں ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ (زمر ۔ رکوع ۱)

یعنی جن لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے کارساز تجویز کر رکھے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ہم اُن کی عبادت محض اس لئے کرتے ہیں کہ وہ مرتبہ میں ہمیں اللہ سے قریب کر دیں۔ اللہ اُن کے درمیان تمام مختلف فیہ معاملات کا فیصلہ کر دے گا۔ اللہ کسی ایسے شخص کو راہ راست نہیں دکھاتا جو جھوٹا اور ناشکرا ہو۔

دوسری جگہ ارشاد باری ہے: وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (یونس ۔ رکوع ۲)

یہ اللہ کو چھوڑ کر جن کی پرستش کر رہے ہیں۔ وہ نہ اُن کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ اے محمدؐ! ان سے کہہ دو کیا تم اللہ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے، نہ زمین میں۔ اس شرک سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔ اللہ پاک اور بالاو برتر ہے۔

دنیا میں اس وقت جو بے راہ روی نظر آ رہی ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہی مسئلہ شفاعت ہے کچھ عرصہ پہلے عیسائیوں کا تسلط دُنیا کے اکثر ممالک پر ہو گیا تھا چنانچہ کہا جاتا تھا کہ انگریزوں کی حکومت میں سورج غروب ہی نہیں ہوتا۔ عیسائی مسئلہ کفارہ پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ ان کا خیال

ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے صلیب پر چڑھ کر اپنی قربانی دی اور ان کے گناہوں کا
کفارہ ہو گئے۔ اسی عقیدہ کی بنا پر عیسائیوں کی اکثریت تقویٰ اور پرہیزگارانہ زندگی جو انبیاء
کا شعار اور شیوہ تھا کو خیر باد کہہ کر فواحشات اور منکرات میں غرق ہو گئے اور ان کی حکومت کی توسیع
کے ساتھ ساتھ ان کے محکوم قوموں میں بھی اللہ تعالیٰ سے بے حیائی اور فواحشات کا دور دورہ ہو گیا۔

مسلمانوں کی ایک کثیر التعداد جماعت اس غلط عقیدہ کی شکار ہو گئی کہ بزرگان دین اور اولیائے
کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی عبادت گزاری سے ایسا اونچا مقام حاصل کیا ہے کہ وہ ان کی دستگیری کر سکتے
ہیں۔ ان کے مشکلات حل کر سکتے ہیں اور خدا کے ہاں سفارشی بن کر ان کو نجات دلا سکتے ہیں۔
حالانکہ ان میں سے اکثر کی زبان پر یہ آیت بھی ہوتی ہے: مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا
بِإِذْنِهِ (البقرہ) کون ہے جو خدا کے حضور سفارش کرنے کی جرأت کر سکے سوائے اس کی اجازت
کے۔ مسلمانوں کو اولیاء اللہ کی زندگی سے سبق حاصل کرنا چاہیے تھا کہ کس طرح انہوں نے
خدا اور رسول صلعم کی فرمانبرداری کا حق ادا کیا۔ خدا کا خوف ان کے دلوں میں کتنا راسخ تھا۔ حلال
و حرام میں کس طرح وہ تمیز کرتے تھے اور ان کا کردار کتنا بلند تھا۔ ناجائز ذرائع سے مال دنیا حاصل
کرنے سے وہ کس قدر متنفر تھے اور باوجود پاکیزہ زندگی گذارنے کے وہ خدا کے حضور کس
قدر عاجزی کے ساتھ استغفار کیا کرتے تھے۔ مگر جاہلوں نے ان کا الٹا اثر لیا۔ وہ ان کے
اعمال نیک اور عقائد صحیح کو اپنانے کی بجائے ان کو ہی الوہیت کا درجہ دینے لگے۔ ان کی قبروں
پر چڑھاوے چڑھانے اور طواف کرنے اور حاجات طلب کرنے لگے اور یہ سمجھنے لگے کہ ان کی وساطت
کے بغیر خدا تک ان کی رسائی نہیں ہو سکتی حالانکہ خداوند کریم کا ارشاد ہے کہ نَحْنُ اَقْرَبُ
اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد (پ ۶۔ ع ۱۶) ہم تمہیں تمہاری رگ جان سے بھی نزدیک
ہیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ
فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ہ (پ ۲ ع ۷)

اے پیغمبرؐ) جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو

) میں ان کے پاس ہوں۔ جب کوئی مجھ سے دعا کرے تو میں دعا کرنے والے کی دعا کو سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔ پس ان کو چاہئیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ سیدھے رستے لگ جائیں۔

افسوس ہے کہ مسلمانوں نے قرآن اور اسوۂ حسنہ یعنی سنت رسول صلعم پر غور وفکر کر کے عمل کرنا چھوڑ دیا جس کے نتیجہ میں وہ عقائد فاسد کے شکار ہو گئے۔ قرآن مجید میں ایمان اور اعمال صالح کو لازم و ملزوم اور فلاح و کامرانی کا ضامن قرار دیا گیا ہے۔ جہاں ایمان کا تذکرہ ہے تو وہاں ساتھ ہی اعمال و صالحہ کا بھی بیان ہے۔ جہاں تک رسالت اور شفاعت کا تعلق ہے اسکے متعلق بھی قرآن اور احادیث صحیح میں واضح بیانات ہیں چند ایک ملاحظ فرمایئے :

۱۔ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاءَ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا (زمر رکوع ۵) کیا ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو سفارشی بنا رکھا ہے کہو اگرچہ یہ کچھ بھی قدرت نہ رکھتے ہوں اور نہ کچھ سمجھتے ہوں؟ تم کہہ دو کہ سفارش کا اختیار تو تمامتر اللہ ہی کو حاصل ہے۔

۲۔ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ہ

(انعام رکوع ۱۱) بے شک تم ویسے ہی تن تنہا ہمارے سامنے حاضر ہو گئے جس طرح ہم نے

تمہیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا جو کچھ ہم نے تمکو دنیا میں دیا تھا۔ وہ سب پیچھے چھوڑ آئے
اور اب ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کے متعلق تم سمجھتے تھے
کہ تمہارے کام بنانے میں ان کا بھی کچھ حصّہ ہے۔ تمہارے آپس کے سب رابطے ٹوٹ گئے اور
وہ سب تم سے گم ہوگئے جن کا تم زعم رکھتے تھے۔

۳۔ یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُهٗ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ
رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَیَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ
غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا
كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿اعراف رکوع ۶﴾ جس روز انجام سامنے آجائے گا تو وہی لوگ جو اس کو بھولے
ہوئے تھے کہنے لگیں گے کہ واقعی ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے تھے پھر کیا ہمیں کچھ سفارشی
ملیں گے جو ہمارے حق میں سفارش کریں یا ہمیں دوبارہ واں بھیج دیا جائے تا کہ جو کچھ پہلے کرتے تھے
اس کے بجائے اب دوسرے طریقے پر کام کر کے دکھائیں۔ بیشک انہوں نے اپنا آپ نقصان کیا
اور جو کچھ اللہ پر افترا پردازی کرتے تھے وہ سب ان کو بھول گئی۔

(۴) وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ○ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ
شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِیْنَ ﴿روم رکوع ۲﴾ جس روز قیامت
برپا ہوگی تو مجرم سخت نا امید ہو جائیں گے۔ ان کے شریکوں میں سے کوئی ان کا سفارشی نہ ہوگا
اور یہ لوگ اپنے شریکوں سے منکر ہو جائیں گے قرآن مجید کی متعدد آیات اس سلسلے میں پیش کی جا سکتی
ہیں مگر بخوف طوالت ان ہی چند آیات پر اکتفا کی جاتی ہے۔ ہاں اس سلسلے میں اس متفق علیہ
حدیث پر بھی غور کر کے عبرت حاصل کیجئے۔

عن ابی ھریرۃ قال لما نزلت "وانذر عشیرتک الاقربین" دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قریشا فعمّ وخصّ فقال یا بنی کعب ابن لؤی انقذوا انفسکم من النار فانی لا املک لکم من اللہ شیئا او قال فانی لا اغنی عنکم من اللہ شیئا

او یا بنی مرۃ بن کعب انقذوا انفسکم من النار فانی لا اغنی عنکم من اللہ شیئا و یا بنی عبد شمس انقذوا انفسکم من النار فانی لا اغنی عنکم من اللہ شیئا و یا بنی عبد مناف انقذوا انفسکم من النار فانی لا اغنی عنکم من اللہ شیئا و بنی ھاشم انقذوا انفسکم من النار فانی لا اغنی عنکم من اللہ شیئا و یا بنی عبد المطلب انقذوا انفسکم من النار فانی لا اغنی عنکم من اللہ شیئا و یا فاطمۃ انقذی نفسک من النار سلینی من مالی ما شئت من مالی فانی لا اغنی عنک من اللہ شیئا

بخاری و مسلم

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت "وانذر عشیرتک الاقربین" اتری (اے پیغمبر اپنی برادری اور رشتہ داروں کو ڈرائے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں کو بلایا۔ اور ہر خاص و عام کو ارشاد فرمایا۔

اے اولاد کعب بن لوی! اپنی جانوں کو دوزخ سے بچالو، کیوں کہ
میں یقیناً خدا کے ہاں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا! اے اولاد
مرۃ بن کعب! اپنی جانوں کو دوزخ سے بچالو! کیوں کہ میں
یقیناً خدا کے ہاں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا! اے اولاد عبد شمس! اپنی
جانوں کو دوزخ سے بچالو! کیوں کہ میں یقیناً خدا کے ہاں
تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا! اے اولاد عبد مناف اپنے نفسوں
کو آگ سے بچاؤ، کیوں کہ خدا کے ہاں تمہارے کچھ کام نہ آؤں
گا! اے اولاد ہاشم اپنی جانوں کو بچاؤ کیوں کہ میں خدا کے ہاں
تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا! اے اولاد عبدالمطلب! اپنی جانوں
کو دوزخ سے بچالو! کیونکہ میں یقیناً خدا کے ہاں تمہارے کچھ کام
نہ آؤں گا! اے فاطمہؓ! اپنی جان کو دوزخ سے بچالے، مانگ لے
مجھ (دنیا میں) مال میرا جتنا چاہیئے، پر خدا کے ہاں میں تیرے
کچھ کام نہ آؤں گا! (بخاری و مسلم)

ان صریح دلائل کے ہوتے ہوئے "الوسیلہ" کے اس مفہوم کو
اسلام میں کوئی جگہ نہیں جس کی تشہیر پیٹ کے پجاری اور نذر و نیاز پر پلنے
والے بے علم کو دھوکہ دیکر کرتے ہیں۔ حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ وابتغوا الیه
الوسیلة کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اعمال صالح کی انجام دہی سے اللہ تعالیٰ
کا قرب حاصل کرو ________ اللہ تعالیٰ محترمہ خلیل عرب
کو جزائے نیک دے جنہوں نے اس موضوع پر ایک پر مغز اور مدلل مقالہ لکھا

تھا۔ جو کراچی (پاکستان) کے ایک موقر ماہنامہ فاران کے توحید نمبر میں شایع ہوا تھا۔ اس مقالے کی افادیت کے پیش نظر جمعیت اہلحدیث جموں و کشمیر اس کو پمفلٹ کی صورت میں مسلمانوں کی خیر خواہی کی نیت سے شایع کر رہی ہے دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کوشش کو کامیاب بنائے اور اس پمفلٹ کو لوگوں کے لئے نفع بخش ثابت کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

ناظم نشر و اشاعت جموں و کشمیر

الوسیلہ کا حقیقی مفہوم

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۔

یہ انتہائی غمناک و المناک و افسوسناک حقیقت ہے۔ کہ وہ مسلمان جو توحید و رسالت پر یقین رکھتے ہیں۔ ان میں ہی ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو مشرکانہ رسوم اور بدعات کے اتنے خوگر ہو گئے ہیں۔ کہ اسی اس جہالت و ضلالت ہی کو دین سمجھے ہوئے ہیں۔ اس لئے نہ تو وہ حق کی جستجو کے لئے جد و جہد کرتے ہیں۔ اور نہ انہیں توبہ کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ عوام کو اس جہالت اور گمراہی کے بہت کچھ ذمہ وار وہ مدعیانِ علم و خبر ہیں۔ جو کتاب اللہ کی آیات میں من گھڑت تاویلیں کرنے اور من بھاتا مطلب نکالنے تک سے نہیں چوکتے۔

عوام کو سب سے زیادہ فریب: ۔۔۔۔۔ "وابتغوا الیہ الوسیلۃ"

کے نام پر دیا جاتا ہے۔ کہ دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں حکم دیتا ہے کہ "وسیلہ تلاش کرو"۔ پس انبیاء، شہداء، اولیاء کے "وسیلہ" کے بغیر خدا تک رسائی ہی نہیں ہو سکتی۔ اور یہی "وسیلہ" کا عقیدہ پھیل کر قبروں پر جا کر مرادیں مانگنے، ان پر چادر چڑھانے، طواف کرنے، اولیاء اللہ کو حاضر و ناظر جاننے ان کے ناموں کی دہائی دینے اور انہیں مصیبت کے وقت استمداد کے لئے پکارنے کی مشرکانہ صورتیں اختیار کر لیتا ہے۔

اس مضمون میں اسی آیت کی شرح و تفسیر مقصود ہے۔ تاکہ اہل بدعت نے جس آیت کو سب سے زیادہ ہوائے نفس کی کمین گاہ بنا رکھا ہے۔ اس کی معنوی تحریف اور غلط استدلال کا تار پود بکھر جائے، اور لوگ سمجھ لیں کہ اس آیت کریمہ کا اصل مقصد اور منشاء و مدلول کیا ہے؟

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ (المائدہ)

خط کشیدہ جزو آیت سے اہل بدعت و بدعقیدہ لوگ پیر پرستی اور غیر اللہ کو خدا تک رسائی کا ذریعہ بنانے کے لئے بزعم خود وجہ جواز پیش کرتے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں یہاں اور جہاں بھی "الوسیلہ" استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ جو لوگ لیتے ہیں۔

پہلے یہ دیکھنا ہے کہ "الوسیلہ" کے لغوی معنی کیا ہیں؟ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ معتبر اور مستند کتاب امام راغب اصفہانی کی لغت ہے۔ "مفردات راغب اصفہانی" میں اس لفظ "الوسیلہ" کی لغوی تشریح ملاحظہ ہو۔

(وسل) الوسیلة التوصل الی یعنی کسی شے تک رغبت سے پہنچنا

الشئ برغبة وهي اخص من
الوصيلة لتضمنها لمعنى الرغبة
قال تعالى ابتغوا اليه الوسيلة
وحقيقة الوسيلة الى الله تعالى
مراعاة سبيله بالعلم والعبادة
وتحرى مكارم الشريعة وهي
كالقربة والواسل الى الله
الراغب اليه ..

اور یہ وسیلہ وصیلہ بالصاد سے معنی صرف
رغبت سے خصوصیت رکھتا ہے۔ ارشاد
باری تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلہ
سے مراد صراط مستقیم پر علم عبادت
اور مکارم شریعت (اعمال صالح) کے
کے باوصف گامزن رہنا ہے۔ اس لئے
قربت کے معنی صحیح ہیں اور "الواسل"
کے معنی اللہ سے رغبت و قرب رکھنے
والا ہے

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

مفسر گرامی علامہ محمد بن جریر الطبری فرماتے ہیں۔

(وابتغوا اليه الوسيلة)
اطلبوا القربة اليه بالعمل بما
يرضيه والوسيلة الفعيلة
من قول قائل توسلت اليه
بكذا بمعنى تقربت اليه

یعنی اللہ سے ایسے اعمال کیساتھ تقرب
چاہو جو اس کی خوشنودی کا باعث
ہوں۔ "الوسیلہ" علی وزن "فعیلہ"
ہے مثلاً کوئی کہے میں اس سے قریب ہوا
تو وہ توسل تقرب ہی کے معنی میں استعمال ہوگا۔

اس کی دلیل میں عنترہ کا شعر ہے ؎

ان الرجال لهم اليك وسيلة ‏‏ ان ياخذوك تكحلي وتخضبي

لوگ تیرا قرب حاصل کرنے کے لئے تجھے لینا چاہتے ہیں۔ اس لئے تو سرمہ اور مہندی سے بناؤ
سنگھار کر لے۔

اس کی تائید میں دوسرا شعر ہے ۔ ۹

اذا غفل الواشون عدنا لوصلنا   وعاد التصافی بیننا والوسائل

چغلخوروں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ہم ملنے کا سامان کر لیں گے ۔ اور پھر ہمارے درمیان تقرب و اخلاص لوٹ آئے گا!

آگے لکھتے ہیں:۔

وبمعنی الذی قلنا قال بعض اهل التاویل ذکر من قال ذالك - حدثنا ابن بشار عن سفیان عن ابی وائل ابتغوا الیه الوسیلة القربة فی الاعمال وحدثنی سفیان عن ابی طلحة عن عطاء الوسیلة فی المسئلة القربة وعن قتادة ای تقربوا الیه بطاعة والعمل بما یرضیه عن ابی حذیفة قال حدثنا شبل عن ابن ابی نجیح عن مجاهد وابتغوا الیه الوسیلة قال القربة -

یعنی ہماری طرح بعض اہل تاویل نے بھی یہی معنی مراد لئے ہیں۔ چنانچہ ابن بشار نا سفیان سے اور سفیان ابو وائل سے راوی ہیں کہ "الوسیلہ" سے مراد قربت ہے۔ اعمال صالحہ سے اور اسی طرح سفیان نا ابو طلحہ سے اور وہ عطاء سے راوی ہیں۔ کہ اس آیت میں "وسیلہ" کے معنی قربت کے ہیں۔ اور قتادہ رح سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ آیت مذکورہ میں حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی خوشنودی کے کام کر کے اس سے تقرب حاصل کرو اور

ابو حذیفہ، شبل سے اور وہ ابن ابی نجیح سے اور حضرت مجاہد سے "الوسیلہ" کے معنی "القرب" ہی روایت کئے ہیں۔ (تفسیر ابن جریر الطبری ص ۵۵)

تفسیر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ :-

(یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ) ای
خافوا اللہ بترک المنہیات
(وابتغوا الیہ) ای لا الی غیرہ
(الوسیلۃ) الوسیلۃ الفعیلۃ
من توسلت الیہ اذا تقربت
الیہ والوسیلۃ القرابۃ التی
ینبغی ان تطلب وبہ قال
ابو وائل، الحسن مجاہد قتادۃ
والسدی وابن زید روی عن
ابن عباسؓ وعطاء وعبد اللہ
بن کثیر قال فی تفسیرہ
ھذا الذی قالہ ھؤلاء
الائمۃ لا خلاف بین
المفسرین فیہ۔ والوسیلۃ
ایضاً درجۃ فی الجنۃ مختصۃ
برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(البخاری)

یعنی ممنوعات ومکروہات کو چھوڑ کر
خدا سے ڈرو۔ خدا کے سوا اور
کسی سے نہیں۔ الوسیلہ علی وزن
فعیلہ ہے گویا توسلت الیہ ہیں اس
سے قریب ہوا۔ بمعنی تقرب، اس لئے
کہ الوسیلہ کے معنی وہ القربۃ
ہیں۔ اور اللہ سے قربت ایسی نعمت
ہے جس سے ضرور مانگنا چاہیئے اور
اسی طرح حضرت ابو وائل حضرت
حسن، حضرت مجاہد، حضرت قتادہ
سے مروی ہے۔ اور السدی اور ابن زید
حضرت ابن عباسؓ اور عطاء روایت
کرتے ہیں کہ الوسیلہ سے مراد اعمال
صالحہ سے قربت خداوندی حاصل کرنا
ہے۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ الوسیلہ کے
معنی میں ان ائمہ مفسرین کو اتفاق ہے
کسی ایک کو بھی اس تفسیر میں اختلاف
نہیں، رحمہم اللہ تعالی ورضی عنہ (اس کے ساتھ ساتھ الوسیلہ جنت میں ایک اعلی

منزل بھی ہے۔ جو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے۔ اذان کے بعد جو دعا پڑھنے کا حکم ہے۔ اس دعا میں آت محمدن الوسیلۃ سے مراد جنت کا یہی درجہ ہے۔

تفسیر کبیر علامہ فخر الدین رازی میں ہے۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ ای القربۃ بالعمل۔ یعنی الوسیلہ سے مراد عمل سے قربت حاصل کرنا ہے۔

علامہ ابن جریر الطبری اور علامہ ابن کثیر رح وعلامہ رازی کی طرح سلف و خلف کے تمام مفسرین "الوسیلہ" کے اس معنی پر اتفاق رکھتے ہیں کہ "الوسیلہ" سے اعمال صالحہ کے ذریعہ تقرب خداوندی حاصل کرنا ہے

ائمہ سلف میں امام ابن تیمیہ رح نے خاص طور پر مقالہ (الواسطہ بین الخلق والحق) اپنے دیگر رسائل کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ اس مقالہ کے تحریر کرنے کا سبب یہی تھا۔ کہ دو شخص آپس میں بحث کر رہے تھے۔ ایک کہتا تھا خدا اور بندے کے درمیان کوئی وسیلہ یا واسطہ ضروری ہے۔ دوسرا اس کے خلاف تھا۔ چنانچہ یہ مسئلہ امام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ امام ابن تیمیہ رح کے جواب کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے۔

اگر اس شخص کی مراد یہ ہے کہ خدا اور بندے کے درمیان کوئی واسطہ ضرور ہونا چاہیئے جس سے بندوں کو یہ معلوم ہو کہ خدا کن اعمال سے ناخوش ہوتا ہے۔ اور کن اعمال کو ناپسند فرما کر اپنے فرمانبردار بندوں پر انعام و رحمت کی بارش کرتا ہے۔ اور کن نافرمانیوں اور بداعمالیوں سے بندے عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ نیز اللہ

کی ذات والاصفات کو گویا کیا نام زیبا اور شایان شان ہیں۔ ان تمام امور کی معرفت و ادراک سے عقل انسانی عاجز و درماندہ ہے۔ اس لئے کسی ذریعہ یا واسطہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ چنانچہ اس قادر مطلق نے ہر دور میں اپنے رسول یعنی فرستادہ بندے دنیا میں بھیجے۔ اور اس کے رسولوں پر ایمان لا کر عمل کرنے والے بلاشبہ راہ ہدایت پر ہیں!

واما سوال السائل عن القطب والغوث والفرد فهذا قد يقوله طوائف من الناس ق يفسرونه بامور باطلة في دين الاسلام مثل تفسير بعضهم ان الغوث هو الذي يكون مدد الخلائق بواسطته في نصرهم ورزقهم فهذا جنس قول النصارى في المسيح بن مريم عليهما السلام والغالية في علي رضي الله عنه فهذا كفر صريح..

دوسرے سائل کا یہ سوال کہ آیا کسی غوث، قطب اور فرد کے بغیر بھی خدا تک رسائی ممکن ہے۔ تو یہ جواب عام ہو گئی ہے۔ بعض لوگ اس طرح بے بنیاد اور باطل امور کو اسلام کا جزو بناتے ہیں۔ بعض لوگ غوث کو ایسی طاقت مانتے ہیں۔ جس کی وساطت سے امداد خلائق ہوتی ہے۔ اور یہ بھی غلو ہے جس نے ابن مریم کو ابن اللہ بنا دیا اور اس غلو سے حضرت علیؓ کو بعض لوگوں نے یزدانی طاقتیں دے رکھی ہیں۔ نعوذ باللہ۔ یہ سراسر کفر ہے!

ومن انكر هذين فهو مما قد كافر۔

اور جس نے توسل کے ان دو معانی سے انکار کیا وہ کافر ہے۔ [۱۵] اللہ کی پناہ!

[۱۵] اعمال صالحہ اور حضورؐ کا روز محشر میں وسیلہ شفاعت ۱۲

من جعل بينه وبين الله الوسائط يتوكل عليهم ويدعوهم ويسألهم كفر اجماعا.

یعنی جس نے اپنے اور خدا کے درمیان کسی کو ذریعہ بنا کر اس پر بھروسہ کیا۔ اس کو پکارا۔ اور اس سے حاجت طلب کی تو اس نے بالاجماع کفر کیا۔ (الجواب الکافی)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ خدا کی اطاعت اور اس کی مرضی کے مطابق اعمال سے اس کا قرب حاصل کرو۔ ابن زید رضی اللہ عنہ نے یہی آیت تلاوت فرمائی تھی۔
(بحوالہ ابن کثیر)

يتطلبون القرب من الله باخلاص وطاعة فيما يرضيه وترك ما نهاهم عنه واعظم القرب التوحيد الذي بعث الله به انبيائه ورسله واوجب عليهم العمل به والدعوة اليه وهو الذي يقربهم الى الله و من التوسل اليه باسمائه وصفاته كما قال تعالى ولله الاسماء الحسنى فادعوه بها وكما ورد في الاذكار المأثورة من التوسل بها في الدعوات

قرب خداوندی اخلاص، طاعت اور ایسے اعمال سے مانگتے ہیں جن سے وہ راضی اور خوش ہو۔ نہ کہ ایسے اعمال جن سے اس نے منع کیا ہے۔ اور خدا سے قرب کا سب سے بڑا ذریعہ اس کی وحدانیت کا اقرار ہے۔ کہ اس نے اس پیغام کے ساتھ انبیاء اور رسولوں کو بھیجا۔ اس کا ان کو حکم دیا۔ اور یہی وہ ذریعہ ہے۔ جو ان کو خدا سے قریب کرتا ہے۔ توسل کی ایک شکل یہ ہے کہ اس کو اس کے ناموں اور صفات کے وسیلے سے پکارو۔ یہی اس نے حکم دیا

اللّٰھُمَّ اِنّی اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الحمد و غیر ذالک من الاعمال الصالحۃ الخالصۃ التی لا یشوبہ الشرک فالتوصل الی اللہ بما یحبہ و یرضاہ لا بما یکرھہ و یاباہ من الشرک الذی نزہ بہ نفسہ عنہ بقولہ ﴿سبحٰن اللہ عما یشرکون﴾

اور جیسا کہ بعض ادعیہ ماثورہ میں آتا ہے۔ کہ اللّٰھُمَّ اِنّی اسئلک بان لک الحمد (اس دعا میں خدا کے سامنے اس کی تعریف کا وسیلہ لیا گیا ہے) اس کے علاوہ خدا سے قرب کا ذریعہ وہ نیک اعمال ہیں جو خالص اللہ کے لئے کئے گئے ہوں۔ اور جن میں شرک کا شائبہ نہ ہو۔ خدا کا قرب انہی اعمال سے حاصل کیا جا سکتا ہے جن سے وہ راضی اور خوش ہو۔ نہ کہ جن سے اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے۔ خاص طور پر شرک جس سے اس نے اپنی ذات کو پاک رکھا ہے۔

∴ سبحان اللہ عما یشرکون ∴

نہ صرف مفسرین و ائمہ کرام بلکہ مزاج شناس رسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی قرآن کریم کے معانی میں انتہائی احتیاط اور باریک بینی سے کام لیتے تھے۔ اس کے باوجود فرماتے ہیں۔ ایّ سماءٍ تظلنی وایّ ارضٍ تقلنی اِذَا قُلْتُ فِی کِتَابِ اللہِ لَا اَعْلَمُ۔ کون سا آسمان مجھے سایہ دے گا۔ اور کون سی زمین مجھے پناہ دے گی اگر میں کتاب اللہ سے وہ معنی بیان کروں گا جو میں نہیں جانتا! اور اہل بدعت کی یہ جرأت کہ کتاب اللہ کو اپنی خواہشات کا تابع بنانا چاہتے ہیں۔

تفاسیر اور اقوال ائمہ سے یہ بات آفتاب کی طرح روشن اور ثابت

ہے کہ الوسیلہ کا جو لفظ قرآن پاک میں آیا ہے۔ اس سے مراد "اعمال صالحہ" کے ذریعہ قرب خداوندی حاصل کر کے اس کی رحمتوں کا سزاوار بننا ہے۔ اہل بدعت الوسیلہ سے جو یہ مراد لیتے ہیں۔ کہ کسی ولی، قطب اور پیر کو قرب خداوندی کا ذریعہ بنایا جائے، یا مشکل کشا اور حاجت روا مانا جائے "تو یہ ان کی اختراع نفس اور بدترین قسم کی تفسیر" بالرائے "ہے جس سے ایک طرف تو اس آیت کی معنوی تحریف ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف شرک و بدعت کے لئے میدان ہموار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان فتنوں سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے آمین

"الوسیلہ" قرآن کی روشنی میں

اہل بدعت ایک طرف اگر صرف اس ایک آیت وابتغوا الیہ الوسیلہ کا بزعم خود سہارا لیکر اور قرآن کریم میں معنوی تحریف کرنے کے بعد کسی ولی، قطب یا شہید کی ذات مراد لیتے ہیں۔ جس سے لامحالہ شرک فی الذات والصفات (باری تعالیٰ) قبر پرستی و پیر پرستی کی راہیں کھلتی ہیں۔ اور غیر اللہ کی نذر و نیاز، عرس مزامیر اور مشرکانہ اشعار سے محفل سماع کا موقع ملتا ہے۔ تو دوسری طرف سارے کا سارا قرآن کریم ہے جس کی بنا نزول ہی شرک و بدعات کا قلع قمع کرنا ہے۔ اور بندوں کا صرف خدا سے عابد و معبود کی حیثیت سے رشتہ قائم کرنا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ حضورؐ کی ساری زندگی شرک و بدعات کے خلاف دعوت و تبلیغ سے اقوال و اعمال سے، سیرت و کردار سے جہاد میں گذری، ولقد ارسلنا فی کل امۃ رسولاً ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت، اس "طاغوت" سے

مراد صرف پتھر کے صنم ہی نہیں۔ بلکہ ہر وہ شے یا ذات ہے جس کو رب العالمین کے سوا معبود مان لیا گیا ہو۔

کیا "الوسیلہ" سے اس غلط فہمی کا نتیجہ یہ نہیں ہوا۔ کہ توحید کے پرستار ایک بار پھر ہزارہا "پرستیوں" میں مبتلا ہو گئے۔ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں سے خراج وصول کرنے والے بزرگوں کی قبروں کی آمدنی پر جی رہے ہیں۔ لات و منات کی جگہ مقبروں اور تعزیوں نے لے لی ہے۔ اور ان عقائد کے حاملوں کے اعمال و کردار میں اقوال و گفتار میں زمانۂ جاہلیت کے مشرکین سے کس درجہ شرمناک مشابہت پائی جاتی ہے۔

زمانہ جاہلیت کے مشرکین بھی ذات باری تعالیٰ کے منکر نہ تھے۔ لَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ اور وہ بتوں کو قرب خداوندی کا وسیلہ بنا کر ان کی پرستش کرتے تھے۔ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔ موجودہ دور میں قبر پرستی اور پیر پرستی کے لئے اہل بدعت بھی یہی غرض بتاتے ہیں۔

اہل بدعت کی اس غلط فہمی کا ازالہ تو خود قرآن کریم ہی کی آیت سے ہوتا ہے

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ	اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو پکارے اللہ کے سوا کسی ایسے کو کہ نہ پہنچے اسکی پکار کو روز قیامت تک اور ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی اور جب لوگ جمع ہوں گے۔ تو ان کے پوجنے کے

LIBRARY
MARKAZI JAMIA AHLHADEES
WANITANG SRINAGAR
BOOK No.

کفرین (الاحقاف)

(ب) قُلْ أَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا. (الرعد)

(ج) لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ (الرعد)

(د) ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ. يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ (فاطر)

سبب ان کے وہ دشمن ہوں گے۔

کہہ کیا پھر تم نے بنا رکھے ہیں۔ اس (یعنی اللہ تعالیٰ) کے سوا ایسے حمایتی جو مالک نہیں اپنے برے بھلے کے۔

اسی کو پکارنا سچ ہے۔ اور جن لوگوں کو پکارتے ہیں اس کے سوا وہ کام نہیں آتے ان کے کچھ بھی۔ مگر جیسے کسی نے اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے۔ کہ اس کے منہ تک آپہنچے۔ اور وہ کبھی نہ پہنچے گا اس تک۔ جتنا پکارنا ہے کافروں کو وہ سب گمراہی ہے۔

یعنی یہ اللہ ہے تمہارا رب اسی کے لئے بادشاہی ہے۔ اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو۔ وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں۔ اور اگر بالفرض محال سنیں بھی تو اجابت نہیں کر سکیں گے اور قیامت کے دن تمہارے اس شرک سے انکار کریں گے اے لوگو تم سب اللہ کے محتاج ہو۔ اور اللہ ہی داتا اور تعریفوں لائق ہے

Scanned with OKEN Scanner

(٥) قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا۔

(بنی اسرائیل ۱۵)

جن کو تم خدا کے سوا (صاحب اختیار) قرار دے رہے ہو۔ ذرا ان کو پکار تو سہی سو وہ تم سے نہ تکلیف کو دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں! اور نہ ان کو بدل ڈالنے کا۔ یہ لوگ جنکو مشرکین پکار رہے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کی طرف ذریعہ (قرب) ڈھونڈ رہے ہیں۔ کہ کون ان میں زیادہ مقرب بنتا ہے۔ اور اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک اس کا عذاب ایسا ہے جس سے ڈرنا لازم ہے

الوسیلہ کے اس غلط مفہوم کے خلاف سارا قرآن کریم موجود ہے۔ بفرض محال اگر "الوسیلہ" کا یہی مفہوم جائز اور حقیقی ہوتا تو کوئی معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی ولی، قطب، غوث کی ذات کو افضل وارفع قرار نہیں دے گا۔ اور نہ کوئی انسان خدا کے نزدیک آپ سے بڑھ کر معزز و مقرب اور محبوب ہو سکتا ہے۔ لہذا دنیا میں یہ مرتبہ بلند اگر کسی کو ملتا تو وہ صرف محمد بن عبداللہ علیہ السلام ہی کی ذات گرامی ہوتی۔ لیکن ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا
قُلْ إِنِّي لَن يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ

تو کہہ کہ میرے اختیار میں نہیں تمہارا برا اور نہ راہ پر لانا۔ تو کہہ مجھ کو نہ بچائے گا اللہ کے

اَحَدًا وَلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا

ہاں مجھ کو کوئی اور نہ پاؤ گے اسکے سوا کہیں سرک رہنے کی جگہ۔

(٢) قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ ۚ

کہہ دے میں نہیں کہتا۔ کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔ اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں۔ کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس چیز کی پیروی کرتا ہوں۔ جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے

(٣) لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ

اگر میں جان لیا کرتا غیب کی بات تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا۔ اور مجھے کبھی برائی نہ پہنچتی

(٤) قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۔

(سورہ کہف آخری رکوع)

کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ معبود تمہارا ایک معبود ہے۔ تو پھر جس کو امید ہو اپنے رب سے ملنے کی۔ سو وہ کرے نیک کام اور شریک نہ کرے اپنے رب کی بندگی میں کسی کو۔

ان آیات کی روشنی میں سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات و محبوبِ رب العالمین کو نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں۔ (آخری آیت میں آپ کی بشریت توحید باری تعالیٰ کی دعوت اور اعمال صالحہ کی تلقین و شرک فی العبادات سے پرہیز کا اظہار ہے) تو پھر کسی پیر، قطب اور ولی کی کیا ہستی ہے؟ جو کسی کی مشکل کشائی یا حاجت روائی کر سکے۔

تقرب و محبوبیت، افضلیت و اکملیت کے باوصف آپؐ کے عمل و خوف کا یہ عالم احتیاط و فروتنی کی یہ حالت کہ اگر کہیں کسی مقام پر بھی ربوبیت سے رسالت کی حدود کا ٹکراؤ دیکھ پائیں۔ تو خشیت الٰہی سے لرز کر فرمائیں۔

اجعلتنی للہ ندًا؟ لا تقولوا ما شاء اللہ و شاء محمدؐ بل قولوا ما شاء اللہ وحدہ+ یعنی ایک شخص کے یہ کہنے پر کہ "اللہ چاہیں اور آپ چاہیں" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب کا اظہار فرمایا۔ اور کہا کہ کیا تم نے مجھے خدا کا شریک بنا دیا؟ یوں مت کہو۔ کہ "جو اللہ چاہے اور محمدؐ چاہے" بلکہ یوں کہو۔ کہ "جو اللہ تعالیٰ تنہا چاہے"

ایک متوازن سے متوازن انسان بھی اپنی تعریف سن کر خوش ہوتا ہے۔ خواہ زبان سے اظہار نہ کرے۔ لیکن رحمۃ للعالمین کا یہ تقویٰ کہ اگر آپؐ کو جان نثاران توحید انت سیدنا کہیں تو فرمائیں بل السید ھو اللہ گویا رسالت کی حد تک تو اپنی عظمت و تعریف برداشت ہے۔ ورنہ شرک فی الصفات کے خوف سے اتنا غلو بھی گوارا نہیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا:۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ المسیح بن مریم علیہا السلام انما انا عبدہٗ فقولوا عبدہٗ و رسولہٗ۔ یعنی کہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حد سے نہ بڑھانا جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو حد سے بڑھایا میں صرف اللہ کا بندہ ہوں تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سألت فاسئل اللہ و اذا استعنت

فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ (المشکوٰۃ) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو جب کچھ مانگنا ہو تو خدا سے مانگو اور جب بھی مدد چاہو تو خدا ہی سے مدد چاہو۔

اس لئے کہ خدا کے سوا کسی کو بھی مشکل کشا یا حاجت روا سمجھنا خدا کی خدائی میں اس کو شریک کرنا ہے۔ اور اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ (لقمٰن) (بلاشبہ شرک بڑا ظلم ہے) کے ساتھ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ۔ (النساء) (بے شک اللہ اس امر کو معاف نہیں کرے گا کہ اس کو شریک ٹھہرایا جائے، البتہ اس کے سوا دوسرے گناہ جس کو چاہے معاف کرے گا۔) ایک اٹل فیصلۂ ربانی ہے۔ اس "ذنب لا یغفر" سے بچنے کے لئے شرک کی بعید تر مشابہت سے بھی اجتناب کرنا چاہیئے۔ کہ یہی ایمان اور اعتقاد کا تقاضا ہے۔

اس طرح اگر کسی کے مزار پر عرس منانے، چراغاں کرنے اور نذر و نیاز کی اجازت ہوتی تو اس کے لئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ اقدس ہو سکتا تھا۔ لیکن چونکہ فتنۂ قبور کی خطرناکی اور غلو فی الانبیاء والصالحین کے نتائج حضورؐ کے پیش نظر تھے۔ اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آپؐ نے تاکید فرمائی کہ

"لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا" میری قبر کو عید (میلہ) نہ بنا لینا۔

انہی خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے آپؐ نے یہ دعا فرمائی۔ "اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُّعْبَدُ"۔ الٰہی میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پرستش کی جائے" "وثن" کا معنوی اطلاق ہر اس شئے پہ ہو سکتا ہے جسے خدا کے سوا معبود بنا لیا جائے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا:۔

ایاکم والغلو فانما اھلک من کان قبلکم الغلو (الحدیث)

خبردار! غلو سے ہمیشہ بچنا اس لئے کہ تم سے قبل جو لوگ تھے۔ وہ اس غلو سے تباہ ہو گئے۔

آج نافرمانی کا یہ عالم ہے۔ کہ ہماری نظروں سے ایسے اشعار بھی گذرتے ہیں جن کی نقل سے بھی ہاتھ لرزتے ہیں۔ ؎

ہمارے سرورِ عالم کا رتبہ کوئی کیا جانے
خدا سے ملنا جو چاہے محمدؐ کو خدا جانے

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

نعوذ باللہ من ذالک۔ اس مشرکانہ ذہنیت کے لوگوں کی اس مبالغہ آمیزی سے خود سرورِ کائنات کی روح پاک کو کس قدر اذیت ہو گی۔

ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبینا۔ "لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم المسیح" کی نافرمانی کے لئے اس سے بڑی مثال پیش کی جا سکتی ہے؟ اس غلو فی الانبیاء نے عیسیٰؑ کو ابن اللہ اور عزیرؑ کو بھی خدا کا بیٹا بنا کر نصاریٰ اور یہود کو قہرِ الٰہی کی نذر کیا اور یہی غلو مسلمانوں کو بھی تباہی کے گڑھے کی طرف لیجا رہا ہے۔

"الوسیلہ" کا یہی مفہوم اگر صحابہ کرامؓ بھی لیا کرتے تو وہ بھی تقویٰ، صالحیت، عبادات سب چھوڑ کر حضور اقدسؐ ہی کی ذاتِ گرامی کو قربِ خداوندی کا ذریعہ بناتے اور روضۂ اقدس کی مجاوری ان کا پیشہ ہوتا۔ لیکن آثارِ صحابہؓ میں بھی اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ ان مقدس ہستیوں کے اتقاء اور اتباعِ سنت کا یہ عالم تھا کہ حضرت عمرؓ نے وہ درخت ہی کٹوا دیا جس کے سایہ میں رسول اللہؐ نے بیعت صلح حدیبیہ لی تھی۔ اس میں محض شرک کا خوف

کارفرما تھا۔ اس لئے کہ بعض لوگ قصداً اس درخت کے سایہ میں نماز پڑھنے
جانے لگے تھے۔

معرور بن سعد فرماتے ہیں " میں نے ایک بار حضرت عمرؓ کے ساتھ مکہ
کے راستہ میں صبح کی نماز پڑھی۔ آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک طرف جا رہے
ہیں۔ دریافت فرمایا۔ یہ لوگ کہاں جا رہے ہیں؟ عرض کیا گیا! یا امیر المومنین یہاں
ایک مسجد ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ یہ لوگ وہاں نماز
پڑھنے جا رہے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا۔

وانما هلك من كان قبلكم بمثل هذا يتبعون آثار
انبيائهم و يتخذونها كنائس و بيعًا۔

تم سے پہلے بھی لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ اپنے انبیاء کے آثار کی
بھی اتباع کرنے تھے حتیٰ کہ ان کو عبادت گاہ (کلیسا اور معبد یہود)
بنا کر چھوڑا۔"

ایک بار حضرت عمرؓ ہی نے کعبہ بھر مجمع میں یہ دعا فرمائی:۔

اللهم انا كنا اذا اجدبنا توسلنا بنبينا فتسقينا واذا نتوسل
بعم نبينا فاسقنا فيسقوا (بخاری)

الٰہی پہلے جب قحط پڑتا تھا۔ تو ہم اپنے نبیؐ کے توسل سے پانی مانگتے
تھے اور تو ہمیں سیراب کر دیا کرتا تھا۔ اب ہم اپنے نبیؐ کے عم محترم
(عباسؓ بن عبد المطلب) کے توسل سے پانی مانگتے ہیں۔ تو ہمیں)
سیراب کر۔ چنانچہ بارش ہو گئی۔ (بخاری)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں تو صحابہ کرام نے آپ کا وسیلہ لیا۔ مگر بعد وفات نہیں لیا۔ اس کی تائید میں حضرت امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں۔

اللہ سے کسی کا وسیلہ لینا جائز نہیں۔ اس کو اس کے نام و صفات سے پکارو۔ بلکہ یہ بھی درست نہیں کہ الہٰی بحق فلاں نبی یا فلاں فرشتہ میری حاجت روائی کر۔ (درمختار)

خانوادۂ نبوی کے چشم و چراغ سید نا زین العابدین (علی بن حسین) نے ایک شخص کو دعا و سلام کی غرض سے قبر اقدس کے پاس جانے سے منع فرمایا اور کہا:۔

الا احدثکم حدیثا سمعتہ عن ابی عن جدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجعلوا قبری عیدا ولا تجعلوا بیوتکم قبوراً فصلوا علیّ فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم

اور مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے جدّ محترم سے روایت کی ہوئی حدیث بیان کی ہے۔ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ رسول اللہ ص نے فرمایا میری قبر کو میلہ نہ بناؤ۔ اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنالو! تمہارا درود وسلام تم جہاں بھی رہو! مجھے پہنچتا رہے گا۔

دراصل زمانۂ جاہلیت میں غلو فی الانبیاء والصالحین سے بت پرستی اور قبر پرستی عام تھی۔ اور یہی غلو فی الاولیاء والصالحین آج بھی بعض مسلمانوں کو گمراہی کی طرف لیجا رہا ہے۔

وسیلہ کا مفہوم اور اولیاء اللہ | ہم نے جن اولیاء کرام کے نام سنے

اور تصانیف دیکھی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی "الوسیلہ" کا یہ مفہوم لے کر شرک وبدعت کا دروازہ نہیں کھولا ہے۔ اور نہ وہ مقدس بزرگ ان اہل بدعت کے ذمہ وار ہیں۔ فتوح الغیب میں شیخ عبدالقادر جیلانی رح فرماتے ہیں۔

"اپنی تمام حاجتیں اللہ کے حضور پیش کرو۔ اور تمام خلقت سے منہ موڑ کر اس کے آگے جھک جاؤ۔ اپنے دلوں کو غیر اللہ سے پاک رکھو۔ اور اس کے سوا کسی سے نفع نقصان کی امید نہ رکھو"

(الفتح ربانی)

اس کے علاوہ غنیۃ الطالبین شیخ جیلانی رح کی مشہور کتاب ہے۔ اس میں بھی بدعتوں سے احتراز کی سخت تاکید پائی جاتی ہے۔

شاہ ولی اللہ رح دہلوی کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کے یہاں بھی ولایت وبیعت کا سلسلہ جاری تھا۔ آپ فرماتے ہیں۔

"مشرکین مکہ بتوں کو روحوں کی توجہ کا مرکز قرار دیتے تھے اور آج مسلمان قبروں کو سمجھتے ہیں"۔ (فوز الکبیر)

"انبیاء و اولیاء ہمہ بندگان خدا اند دخلے و تصرفے در کارخانہ جات الٰہی نہ دارند نہ درحیات نہ بعد ممات۔

یعنی اولیاء اور انبیاء سارے خدا کے بندے ہیں۔ خدا کے کارخانہ قدرت میں وہ کوئی دخل یا تصرف نہیں رکھتے۔ نہ زندگی میں اور نہ ہی مرنے کے بعد۔

رفع شر یا دفع بلا کے لئے غیر اللہ کو پکارنا اور ان کو صاحب اختیار

سمجھنا شرک ہے۔ (تفسیر عزیزی)

اِسْتِغَاثَةُ الْمَخْلُوقِ بِالْمَخْلُوقِ ایک مخلوق کا دوسری مخلوق سے (انسان، جن، پری، فرشتہ، آسمان اور زمین) کا اِسْتِغَاثَةُ الْمَسْجُوْنِ بِالْمَسْجُوْنِ کی تمام ... یاد کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا ایک قیدی دوسرے قیدی سے فریاد کرنا ہے۔ (... بایزید بسطامی)

استمداد و استغاثت از اہل قبور بہر ہیچ کہ باشد جائز نیست (فتاویٰ)

اہل قبور (میتوں سے) مدد مانگنا اور طلب امداد کرنا جس کسی طرح سے ہو جائز نہیں ہے۔

انبیاء اولیاء کی قبروں کو سجدہ کرنا، طواف کرنا، ان سے مراد مانگنا نذر و نیاز کرنا یہ سب ناجائز اور حرام ہے! (مالابدمنہ)

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد سلطان العارفین قاضی حمید الدین ناگوری فرماتے ہیں۔

مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ الْاَنْبِيَاءَ وَالْاَوْلِيَاءَ عِنْدَ الْحَوَائِجِ وَالْمَصَائِبِ بِاعْتِقَادِ اَنَّ اَرْوَاحَهُمْ حَاضِرَةٌ تَسْمَعُ النِّدَاءَ وَتَعْلَمُ الْحَوَائِجَ وَذٰلِكَ شِرْكٌ قَبِيْحٌ وَجَهْلٌ صَرِيْحٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :- وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (توشیح بحوالہ فاران)

وہ لوگ جو انبیاء و اولیاء کو حاجتوں اور مصائب میں اس اعتقاد کے ساتھ پکارتے ہیں۔ کہ انکی روحیں حاضر ہوتی ہیں۔ اور پکارنے والوں کی ندا سنتی ہیں۔ اور انکی حاجتیں جانتی ہیں۔ تو یہ شرک قبیح اور جہل صریح ہے۔ چنانچہ اللہ پاک فرماتا ہے "جو لوگ غیر اللہ کو پکارتے ہیں ان سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا"

اسی طرح دیگر اولیاء اللہ نے شرک فی الذات و الصفات باری تعالیٰ کو حرام قرار دیا ہے۔ اور ان کے اقوال و اعمال سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان بزرگوں نے ہمیشہ قرآن و سنت کو اپنا لائحہ عمل بنایا اور رد شرک و بدعات کے ساتھ توحید کی علمبرداری کرتے ہوئے ان کی ساری زندگیاں عبادت تقویٰ اور ریاضت سے تزکیہ نفس میں گذر گئیں لہٰذا

رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

معلوم یہ ہوا کہ "الوسیلہ" کا غلط مفہوم لیکر ان مشرکانہ رسوم کو اولیاء اللہ کی خوشنودی کے لیے ادا کرنا ان مقدس ہستیوں پر سراسر تہمت جوڑنا ہے۔ بلاشبہ ان صالحین کی ارواح کو بھی اس لغو سرائی سے اذیت ہوتی ہوگی کہ:-

بہ گرداب بلا افتاد کشتی — مدد کن یا معین الدین چشتیؒ

حقیقت میں دیکھو تو خواجہ خدا ہے — ہمیں در پہ خواجہ کے سجدہ روا ہے

شیئاً للہ چوں گدائے مستمند — المدد خواہم ز خواجہ نقشبند

قرآن پاک کی یہ آیت کس طرح دو ٹوک فیصلہ کرتی ہے۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ یعنی اے پیغمبرؐ! جب میرا بندہ تم سے میرے متعلق دریافت کرے کہ وہ کیونکر مجھ تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ تو تم اس کو بتا دو کہ میں تو اس کے پاس ہی ہوں۔ دور نہیں کہ رسائی کے لیے کسی ذریعہ اور مشقت کی ضرورت ہو اور میں اس کی پکار کو قبول کرتا ہوں۔

اس آیت کے بعد غیر اللہ سے استمداد، استغاثت اور استعانت کے لیے کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔ یہ وہ اقرار ہے جو خدا اور بندے کے درمیان خالق و مخلوق اور حاکم و محکوم کا رشتہ قائم کر دیتا ہے۔ یہ وہ تعلق ہے۔ جو "ایاک نعبد و ایاک نستعین" کہتے ہی صرف ایک ذات کو استعانت و استمداد کا مستحق اعلیٰ تسلیم کرتے ہوئے غیر اللہ کے

کے خوف اور بندگی کا طوق انسانیت کی گردن سے اتار دیتا ہے اور اس حقیقت
کے ادراک کے بعد ہی اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
کا صحیح لطف آتا ہے۔

اس سے بڑھ کر ناشکری اور ظلم کیا ہوگا۔ کہ اس قادر مطلق کے ساتھ اس کے
بندوں کو بھی خدائی میں شریک ٹھہرایا جائے مَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ؟ تم کو کیا ہو گیا کیسا حکم
لگاتے ہو؟ قرآن کریم موجود ہے اور انسان عقل سے بھی محروم نہیں ہوا ہے۔ اگر متاعِ
ہوش و خرد بھی غیر اللہ کی نذر نہ کی گئی ہو تو "اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ"
کی تمثیل قرآن کریم میں نظر آتی ہے۔

(۱) وَنُوْحًا اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ فَنَجَّیْنٰہُ وَاَھْلَہٗ مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ
"اور ہم نے (لوطؑ سے قبل) نوحؑ کو پہلے نجات دی تھی جب اس نے ہم کو پکارا تو ہم نے اس کی
دعا قبول کرلی پس ہم نے اس کو اور اس کے پیروں کو بڑی گھبراہٹ کے عذاب سے بچالیا (الانبیاء)

(۲) وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ
فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ فَکَشَفْنَا مَا بِہٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰہُ اَھْلَہٗ وَمِثْلَھُمْ مَّعَھُمْ
رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِکْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ۔ اور ان کو ایوبؑ کا حال بھی سنا جب اس
نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میں سخت تکلیف (مصیبت) (کی بیماری) میں ہوں اور تو ہی
سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے پھر (اس مخلص بندے کی) اس دعا کو ہم نے قبول فرمایا اور جو بھی
اس کو تکلیف تھی ہم نے ہی سب دور کردی۔ اور اس کو اس کا اہل و عیال (واپس) دیا اور محض
اپنی مہربانی سے اور عابد لوگوں کی نصیحت کی خاطر ان کے ساتھ اور بھی عطا کیے (یعنی ان کی
نسل میں برکت دی۔ (۳) وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّھَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ

عَلَيْهِ۔ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۝ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (الانبیاء) اور (اسی طرح یونسؑ (مچھلی والے) کا ذکر ان کو سنائے۔ جب وہ (اپنی قوم کی کشتی پر) خفا ہو کر نکل چلا۔ اور یہ سمجھا تھا کہ ہم اس کے (بے اجازت نکلنے) پر سخت گیری نہ کریں گے۔ پس (جب دریا میں کودنے پر مچھلی نے لقمہ کیا تھا) اس نے (مچھلی کے پیٹ کے) اندھیروں میں (دھکو) پکارا کہ (اے اللہ!) تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی پاک بے عیب ہے، بیشک میں ہی ظلم کرنے والوں میں سے ہوں"۔ پس ہم نے اس کی دعا قبول فرمائی۔ اور اس کو غم سے نجات بخشی اور ہم اس طرح پر ایماندار لوگوں کو نجات دیتے ہیں"۔

ان انبیاء کی مثالوں سے اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کو پکارنے والوں پر حجت تمام کر دی۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ۔ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ۔

یاد رکھنا چاہیے کہ وہ تمام ہستیاں جو زمین و آسمان میں ہیں۔ سب اللہ ہی کی تابعدار اور فرمانبردار ہیں۔ اور جو لوگ اللہ کے سوا (اپنے بنائے ہوئے) معبودوں کو پکارتے ہیں۔ تم جانتے ہو وہ کس کی پیروی کرتے ہیں۔ (یقین و تسلی کی نہیں) وہ تو محض وہم و گمان کے پیچھے چلتے ہیں۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔ کہہ دو (ہر بات میں) اپنی اٹکلیں دوڑاتے پھرتے ہیں۔

وما بعد الحق الا الضلال   حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے۔

عالم اسلامی میں آج کتنے مسلمان ہیں جو کلمہ حق لا الٰہ الا اللہ کے
عملی تقاضوں کو بھی پورا کرتے ہوں۔ کوئی پیر پرستی میں مبتلا ہے۔ تو کوئی
نجومیوں اور اشتہاری پاسٹوں کے ہاتھوں توہم پرستی سے ایمان
فروشی کر رہا ہے۔ کسی کو مفاد پرستی سے فرصت نہیں، تو کوئی اقتدار
کے نشے میں نفس پرستی کر رہا ہے۔ اور موجودہ دور کا سب سے
بڑا فتنہ یہی ہے، اللہ بچائے۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا

LIBRARY
MASJID JAMIA AHLHADEES
WANIYAR SRINAGAR
Book No 44

وقت کی اہم ترین ضرورت

ہر مسلمان گھر میں قرآن شریف باترجمہ وتفسیر بالخصوص تفسیر محمدی کی تلاوت کے ساتھ ساتھ بخاری شریف مترجم کا ہونا بھی ضروری ہے۔ جو نہ صرف سات ہزار سے زائد احادیث نبوی کا مستند ذخیرہ بلکہ اسلامی تعلیمات کا ایک بیش بہا خزانہ ہے جس کو غور وفکر کے ساتھ پڑھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی محبت پیدا کی جائے جس میں امت مسلمہ کی حیات وابستہ ہے۔ اور جس سے غفلت برتنا تباہی وہلاکت کو دعوت دینا ہے۔ اس لئے صحیح بخاری سپاروں میں مع سلیس اردو ترجمہ جو کہ مولانا آزاد صاحب نے بڑی محنت سے کیا ہے کے پہلے ۵ پارے ہمارے ہاں موجود ہیں۔ نیز صلوٰۃ الرسول، سبیل رسول، رحمۃ للعالمین، تفسیر حقانی، اسلامی وظائف بدعت کی پہچان، توحید کیا ہے، انوار المصابیح، اہلحدیث کا مذہب رمضان کیا ہے، نکاح نامے (اردو ترجمہ) آج ہی تشریف لاکر حاصل کریں۔

منیجر مکتبہ مسلم جمعیت منزل بربر شاہ سرینگر

نشاط لیتھو آرٹ پریس سرینگر